OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:1, Issue: 2, July - Dec 2020
DOI:10.51665/al-duhaa.001.02.0033 , PP: 87-102

پہلی صدی ہجری کے تفردات وشذوذات کا تاریخی جائزہ

Historical Analysis of Singularities and Anomalies of First Century of Hijrah

Published: 28-12-2020
Accepted: 26-11-2020
Received: 25-10-2020

Sadiq Ali
Ph.D Scholar, Department of Islamic & Arabic Studies, Gomal University, DIKhan, Kp, Pakistan
Email: sadiqaliktk@gmail.com

Dr Manzoor Ahmad
Assistant Professor, Department of Islamic & Arabic Studies, Gomal University, DIKhan, Kp, Pakistan
Email: drmanzoor67@yahoo.com

Abstract

In Islamic literature the first century of Hijri calendar is very important in building up an Islamic society. The prophet's companions conquered many different areas, and settled there to preach Islam. They also dealt with the coming situation in the light of Islamic jurisprudence. Islamic fundamental codes of life are competent with human nature but not everyone has the same intellectuality to understand a hadith or Islamic injunctions. There might be two different opinions on a same situation. Despite of this reality some scholars also have their own uniqueness or having a different opinion in which all the others scholars are united on it. This research paper shows the uniqueness of some companions of prophet having their own different view on a particular act.

Keywords: *first century of Hijri, Islamic jurisprudence, Islamic injunctions.*

تمہید:

اسلامی قانون کو بالفاظ دیگر شرح، شریعت اور فقہ کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اصولاًیہ قانون اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہے، کیونکہ اصل قانون ساز فقط وہی ہے۔ پیغمبر چونکہ اللہ تعالیٰ کا براہ راست نمائندہ ہوتا ہے پیغام خداوندی کے پہنچنے کا اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں لہذا کبھی بطور توسیع اسے بھی قانون ساز کہہ دیا جاتا ہے۔ قرآن مجید چونکہ آسمانی کتاب ہے اور محمد ﷺ آخری نبی ہیں لہذا قانون سازی کے سارے اصول کتاب وسنت میں طے کر دیئے گئے ہیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

" انا آخر الانبیاء و انتم آخر الامم " [1]

" میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو "

CC BY

اس حدیث مبارکہ کے علاوہ کتاب و سنت کے دوسرے بہت سے اصول و مسائل سے اس کی مزید تائید ہوتی ہے۔ ہر دور میں نئے پیش آمدہ مسائل وامور کے بارے میں بھی کتاب و سنت نے کچھ ضوابط مقرر کردئے ہیں۔ جن کے مطابق ہر دور اور ملک کے خاص حالات کے مطابق جدید مسائل کا حل نکالا جاسکتا ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"لا يجمع الله هذه الامة على الضلالة ابداً" [2]

"اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر کبھی جمع نہیں کرے گا"

ہر صدی میں اسلامی روح کو تازہ رکھنے کے لیے مجددین آتے رہے ہیں۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

" ان الله يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجد دلها دينها " [3]

"اللہ تعالیٰ ہر صدی میں ایسے لوگ اٹھارتا رہے گا جو اس امت کی خاطر اس کے دین کو تروتازہ کیا کریں گے"

یہیں سے اجماع امت کا تصور پیدا ہوا ہے اور کتاب و سنت کے بعد اسے تیسرا ماخذ شریعت قرار دیا گیا۔ بہت سی احادیث میں فقہ واجتہاد کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں اور اس اجتہاد کے اصول بھی واضح کردیئے گئے ہیں۔ علماء راسخین کو چند شرائط کے ساتھ اجتہاد کی اجازت دی گئی ہے۔ کتاب و سنت کے بعد اجماع امت اور اجتہاد و قیاس کو بھی اسلامی قانون کے ماخذ تسلیم کئے گئے ہیں۔ اس طرح اسلامی قانون کے ماخذ (سرچشمے اور منبع) چار ہیں: (1) قرآن مجید (2) احادیث مبارکہ (3) اجماع امت (4) قیاس واجتہاد۔ ان چاروں مصادر شرع کا قانونی بنیاد پر ہونا بہت سے عقلی دلائل سے ثابت ہوتا ہے۔ اس کے ذیل میں چند عقلی دلائل پیش کئے جاتے ہیں:

عقلی دلائل

اسلام محض چند عباداتی اور اخلاقی ہدایات کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ ساری انفرادی واجتماعی زندگی کے لئے دستور زندگی اور ضابطہ حیات ہے۔ لہٰذا اس دین میں ہر قانون کی بنیاد اور منبع بھی خود یہی دین اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی ہدایات ورہنمائی کے لئے خود مجموعہ احکام اتارا گیا۔ جس کا نام قرآن ہے۔ اس لئے اسلامی قانون مین اولین حیثیت اسی کتاب الٰہی کو حاصل ہے۔ رسول اللہ ﷺ قرآن کے سب سے بڑے مخاطب اور پیغام رساں تھے۔ اس لئے قرآن کے بعد آپ کے اقوال و افعال کو دوسرا درجہ حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ کے پہلے شاگرد صحابہ کرام تھے، صحابہ کرام کے بعد ان کے شاگردوں یعنی تابعین کا نمبر آتا ہے۔ ان حضرات نے اسلام کو اس کے اولین مخاطبین سے سیکھا اور انہی سے علم و عمل کی تربیت حاصل کرنے کی سعادت پائی۔ اس کے ساتھ ساتھ زندگی کے مسائل چونکہ گوناگوں ہیں زمانہ مادی لحاظ سے ہر وقت ترقی پذیر ہے اور اس میں جمود و تعطل نہیں بلکہ تسلسل وروانی ہے۔ لہٰذا اسلامی قانون میں ہر دور اور ہر ملک میں جدید پیش آمدہ امور کو حل کرنے کا ایک معقول فطری انتظام رکھ دیا گیا ہے۔ علماء امت کو چند مخصوص شرائط کے ساتھ اجتہاد و قیاس کی نہ صرف اجازت بلکہ اس کی ترغیب دہ گئی ہے۔ اس کی سب سے بڑی مصلحت یہ ہے کہ جو قانون بلکل جامد و معطل ہے اس پر عمل درآمد سے جمود و تعطل پیدا ہوتا ہے۔ اسلامی قانون کتاب و سنت سے ماخوذ ہونے اور دائمی ہونے کے باوجود جامد نہیں بلکہ متحرک ہے۔ اسی سبب سے ضرورت کے وقت قیاس واجتہاد کی ترغیب دی گئی ہے۔

نقلی دلائل

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ [4]

اور جو کوئی اللہ کی نازل کردہ کتاب کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے لوگ ہی کافر ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَاۗىِٕنِيْنَ خَصِيْمًا ۝ ﴾

"یقیناً ہم نے یہ کتاب آپ کی طرف اتاری تاکہ آپ کی ہدایت کی روشنی میں لوگوں کے درمیان فیصلے کریں"

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

فعليكم بسنتي و سنة الخفاء الرشدين المهدين فتمسكوا بها و عضوا عليها با لنواجد[5]

"تمہارے لیئے میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت ہے اسے مضبوطی سے تھام لو اور داڑھوں سے مضبوط پکڑ لو"

اس طرح اجتہاد کی سب سے بڑی دلیل حضرت معاذ بن جبلؓ کی حدیث ہے۔ جب آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا قاضی بنا کر روانہ فرمایا۔ ان سے پوچھا تم کس طرح فیصلے کروگے؟ انہوں نے کہا کتاب اللہ کے احکام کے مطابق۔

قال فان لم تجده فی کتاب الله قال اقضی بسنة رسول اللهﷺ قال فان لم تجده فی سنة رسول اللهﷺ اجتهد رای لا آلو قال فضرب بیده فی صدری و قال الحمد الله الذی وفق رسول رسول الله ﷺ لما یرضی الله[6]

فرمایا اگر وہ حکم کتاب اللہ میں نہ ہو تو پھر خدا کے رسول ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا ارشاد فرمایا اگر وہ سنت رسول اللہ ﷺ میں نہ ملے پھر؟ انہوں نے کیا میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ حضور ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے اللہ کے رسول کے قاصد کو توفیق بخشی"۔ اس طرح اجتہاد کے اور بھی بہت سے دلائل ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اجتهدوا فكل ميسر لما خلق له[7]

اجتہاد کرو کیونکہ جو شخص جس کام کے لیے پیدا کیا جاتا ہے، اللہ وہ کام اس کے لیے آسان کر دیتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

اذا حكم الحاكم فا جتهد فا صاب فله اجران واذا حكم فاجتهد فا خطا فله اجر[8]

جب کوئی حکم فیصلہ دینے میں صحیح اجتہاد کرے تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور اگر اس نے اجتہاد میں غلطی کی تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔

اس طرح حضرت عمرؓ نے فرمایا:

ان عمر لا يدرى انه اصاب الحق و لكنه لم يال جهدا[9]

"یعنی عمرؓ یہ جانتا ہے کہ اس نے حق کو پالیا لیکن اس نے سعی میں کوتاہی نہیں کی"۔

دوسری جگہ حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے:

اصابت امراةو اخطا عمر[10]

"یعنی عورت کی رائے صحیح ہے اور عمر کی غلط ہے"۔

ان تمام احادیث میں جدو جہد اور اجتہاد کی ترغیب دی گئی ہے۔ تفردات کا ایک تاریخی تسلسل ہے جس کی ابتداء اسلام

کے عہد اول سے ہوتی ہے۔ اگر تاریخ پر گہری نظر ڈالی جائے تو سب سے پہلے حضرت عمر فاروقؓ نے احادیث کی بنیاد پر معاشرتی تشکیل کے لیے تفردات کا سہارا لیا اس کے معد آج تک یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔

جیسے جیسے اسلام پھیلتا گیا بہت سے قبائل وممالک کے لوگ اسلام کے اندر داخل ہوتے گئے تو مسلمانوں کو ایسے بہت سے امور ومسائل سے واسطہ پڑتا گیا جو اس سے قبل موجود نہیں تھے۔ اب ضرورت اس بات کی تھی کہ ان مسائل کو قرآن و سنت کی روشنی میں حل کیا جائے صحابہ کرامؓ نے ان مسائل کو اجتہاد کے ذریعہ حل کرکے آنے والے زمانے کے مسائل کے حل کرنے کا ایک راستہ کھول دیا لیا اور اس چیز کے لئے اصل بنیاد حضرت عمر فاروقؓ نے رکھ دی۔

تفردات پہلی صدی ہجری

تفردات حضرت عمر فاروقؓ

تفردات کی ابتداء حضرت عمر فاروقؓ سے ہوتی ہے۔ آپ نبی کریم ﷺ کے خلیفہ برحق تھے۔ آپ ﷺ نے وحی خفی کے ذریعہ حضرت عمر فاروقؓ کو حق گو اور مصیب کی بشارت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت عمرؓ کی اجتہادات میں اصابت کمال حد تک ہے۔ ائمہ اربعہ کی پوری فقہ آپ ہی کے متون اجتہاد کی زرہ ہے۔ حضرت عمرؓ اس مقام میں مجتہد مطلق کے درجہ پر فائز ہیں۔

سلسلۃ النسب

آپ ﷺ کا خاندان زمانہ جاہلیت میں بھی ممتاز تھا۔ قریش کے نظام سفارت اور مقدمات کے فیصلوں کا عہدہ آپؓ ہی کے خاندان میں تھا۔ آپ کو بارگاہ نبوی ﷺ میں جو تقرب حاصل تھا وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سوا کسی کو حاصل نہ تھا۔ آپ ﷺ نے آپؓ کے متعلق فرمایا:

عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب لویٰ[11]

لو كان بعدی نبی کان عمر بن الخطاب[12]

"اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو عمر بن الخطاب ہوتے"

تفردات عمرؓ کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن یہاں بطور دلیل چند ایک ذکر کئے جاتے ہیں۔

1۔ مالکہ کے آئینہ کی چوری میں قطع ید کا حکم نہ دینا:

ایک غلام نے اپنی مالکہ کا آئینہ چوری کرلیا جس کی قیمت ساٹھ درہم تھی۔ لیکن حضرت عمرؓ نے یہ کہہ کر قطع ید سے منع کردیا۔

خادمکم سرق متاعکم[13]

"تمہارے خادم نے تمہارے مال کی چوری کی ہے۔"

اس طرح حضرت عمرؓ نے ان غلاموں کو بھی قطع ید کی سزا نہیں دی جنہوں نے ایک اونٹ چرایا تھا۔ جب معلوم ہوا کہ غلاموں کا مالک ان کو بھوکا رکھتا ہے۔ چنانچہ قطع ید کا حکم واپس لیتے ہوئے فرمایا:

دیکھتا ہوں تجھ کو ان کو بھوکا رکھتا ہے۔[14]

حالانکہ قرآن کریم میں سرقہ کا حکم ان سب صورتوں کو عام ہے۔

2۔آبپاشی کے لئے مرضی کے بغیر پانی لے جانے کا حکم:

حضرت عمرؓ نے ضحاک بن کلیفہ کو آبپاشی کے لئے محمد بن مسلمہؓ کی زمین سے ان کی مرضی کے بغیر پانی لے جانے کا حکم دیا اور فرمایا:

لو لم اجد للماء مسیلاً الاعلی بطینک لامزیتہ [15]

پانی لے جانے کے لئے اگر تیرے پیٹ کے سوا کوئی راستہ نہ ملے تو تیرے پیٹ کے اوپر سے پانی لے جاؤں گا۔

حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا یحل مال امرء مسلم الا عن طیب نفس [16]

"کسی مسلمان مرد کا مال اس کی رضامندی کے بغیر حلال نہیں ہے"۔

3۔مجرم کو شہر بدر کرنے کا حکم

نبی کریم ﷺ نے زانی غیر شادی شدہ کے لئے سو درے اور ایک سال جلاوطنی کا حکم دیا۔

انہ امر فیمن زنی و لم یحصن بجلد ماتہ و تغریب عام [17]

ترجمہ: زانی غیر محصن کے لئے رسول اللہ ﷺ نے سو درے اور ایک سال کے لئے شہر بدر کرنے کا حکم دیتے تھے۔

لیکن ربیعہ بن امیہ بن خلف جب شراب پینے کے جرم میں مجرم قرار پائے گئے تو شہر بدر کر دیئے گئے تھے تو رومیوں سے جا مل گئے۔اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا:

لا اغرب بعدھا احداً [18]

"اس کے بعد کسی کو شہر بدر نہیں کروں گا"۔

4۔تعزیری سزا کو حدود کے برابر کرنا

تعزیری سزاؤں میں اس بات کا لحاظ کیا جاتا ہے کہ ان کی مقدار حدود کی مقدار تک نہ پہنچے۔چنانچہ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا یجلد فوق عشرجلدات الا فی حد من حدود اللہ [19]

حدود کے علاوہ کسی سزا میں دس کوڑوں سے زیادہ نہ مارے جائیں۔

لیکن حضرت عمر فاروقؓ نے بیت المال کی جعلی مہر بنانے والے کو سو کوڑوں کی سزا دی۔

ان عمر بن الخطاب ضرب من تقش علی خامہ مائہ [20]

حضرت عمرؓ بن الخطاب نے جعلی مہر بنانے والی کو سو کوڑے لگائے۔

تفردات حضرت عثمان

عثمان بن عفان بن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی فکان نسب یلحق الی رسول اللہ ﷺ فی عبد مناف الجد الخامس [21]

آپؓ کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں جناب رسول اللہ ﷺ کے جد امجد عبد مناف سے جاملتا ہے۔

حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکرؓ کی تبلیغ پر میں نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا تو اسی غرض سے ہم

دونوں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کر ہی رہے تھے کہ خود رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور مجھے مخاطب ہو کر فرمایا:

انی بعثت لهداية الخلق فابشر الجنة او كا قال ﷺ[22]

ترجمہ " عثمان ! میں مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہوں تو خدا کی جنت قبول کر"

حضرت عثمان کا شمار اگرچہ اکابر مجتہدین میں نہیں ہوتا لیکن آپؓ نے کئی مواقع پر اجتہاد بھی کیے ہیں جو درجہ ذیل ہیں :

1۔ آپؓ کی رائے تھی کہ اگر کسی شخص کو کوڑوں کی سزا دی گئی اور اس نے توبہ بھی کر لی تو اس کی شہادت معتبر ہے۔

اذا جلد الرجل الحد ثم ظهرت توبة جازت شهادته[23]

ترجمہ: اگر کسی شخص پر کوڑوں کی حد جاری کر دی جائے اور وہ توبہ کرے تو اس کی شہادت معتبر ہے۔

2۔ قتل خطا کی دیت

قتل خطاء کی صورت میں جو دیت واجب ہوتی تھی اس میں اونٹ دینے کا حکم تھا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا:

ان شاء فالا بل و ان شاء فالقيمه[24]

ترجمہ: اگر چاہے تو اونٹ دے اور اگر چاہے تو قیمت دے۔

3۔ حج کی ایک قسم تمتع ہے جس میں حج کرنے والا حج اور عمرہ کا الگ الگ احرام باندھتا ہے۔ لیکن حضرت عثمانؓ حج تمتع کے حق میں نہ تھے۔

كان عثمان ينهى عن التمتعة[25]

حضرت عثمان حج تمتع سے روکتے تھے۔

حضرت عثمان کی رائے تھی کہ یہ رعایت صرف اس زمانے کے لئے تھی جب دشمن کا خوف تھا۔ اب چونکہ دشمن کا کوئی خوف نہیں اس لئے حج تمتع کی ضرورت بھی نہیں رہی۔

4۔ حضرت سائبؓ روایت کرتے ہیں کہ

اول من راد النداء الثانی یوم الجمعة على الزوراء عثمان [26]

سب سے پہلے جمعہ کی نماز کے لئے دوسری اذان زوراء کے مقام پر حضرت عثمان نے دلوائی۔

تفردات حضرت علیؓ

علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہشام بن عبد مناف بن قصی بن کلاب [27]

حضرت علیؓ کو فقہ اور اجتہاد میں کامل دسترس حاصل تھی۔ حتیٰ کہ حضرت عمرؓ اور حجرت عائشہؓ کو بھی کبھی کبھی حضرت علیؓ کے فضل و کمال کا ممنون ہونا پڑتا تھا۔ عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ اقضانا علی [28]

ہم میں مقدمات کے فیصلے علیؓ کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ آپؓ کے متعلق ارشاد فرماتے تھے:

انا مدينة العلم و على بابها فمن ارادا العلم فلياته من بابه [29]

میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے بس جو شخص علم کا ارادہ تو اس دروازے سے آئے۔

حضرت علیؓ مشکل سے مشکل مسئلہ کو بڑی آسانی سے حل فرمادیتے تھے۔ یہاں پر آپ کے چیدہ چیدہ فقہی جداگانہ فیصلوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔

1۔ حضرت علیؓ نے مجنون کو حد شرعی سے مستثنیٰ قرار دیا:

حضرت ابو ظبیان الجنبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک عورت کو زنا کے حکم میں رجم کرنے کا حکم دیا۔ وہ لوگ رجم کرنے کے لئے جارہے تھے۔ حضرت علیؓ نے دیکھ کر چھوڑنے کا حکم دیا۔ جب حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو وجہ پوچھی اور حضرت علیؓ کو بلایا۔ حضرت علیؓ غصہ کی حالت میں آئے۔ حضرت عمرؓ نے چھڑوانے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا:

فان هذه متبلاة بنى فلاں فلعه اتاها و هو بها فقال عمر لا ادری فلم یرجمها [30]

یہ فلاں قبیلہ کی مبتلا عورت ہے۔ اس نے یہ کام مبتلا (جنون) کی صورت میں کیا ہو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے اس کا علم نہیں ہے اور حد ساقط کر دی۔

2۔ حضرت علیؓ نے زنادقہ کو زندہ جلادیا

عن عکرمه قال اتی علی بزنا دقه فا حرقهم [31]

حضرت عکرمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے پاس زندیق پیش کئے گئے پس آپ نے ان کو زندہ جلادیا۔

تفردات حضرت عائشہ صدیقہؓ

حضرت عائشہؓ قریش کی شاخ بنو تمیم سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ کا سلسلہ النسب یہ ہے عائشہ بنت ابی بکر عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم بن مرۃ بن کعب[32]

اکابر صحابہ کرام کے بعد مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابوہریرہؓ اور سیدہ عائشہؓ زیادہ تر یہی چار بزرگ فقہ و فتاوی کی مجلس کے مسند نشین تھے۔

سیدہ عائشہؓ کے استنباط کا اصول یہ تھا کہ وہ سب سے پہلے قرآن کریم پر نظر کرتی تھیں۔ اگر اس میں دلیل کے ملنے میں ناکامی ہوتی تو احادیث کی طرف رجوع کرتیں پھر قیاس عقلی کی طرف توجہ کرتیں۔[33]

امام زہریؒ فرماتے ہیں:

لو جمع علم عائشه الى علم جميع النساء لكان علم عائشه افضل [34]

اگر حضرت عایشہ کے علم کا مقابلہ ساری عورتوں کے علم سے کیا جائے تو حضرت عائشہؓ کا علم سب سے بہتر ہے۔

حاکم اپنے مستدرک میں بیان کرتے ہیں:

ما رایت احداً اعلم بالحلال و الحرام والعلم والشعر والطب من عائشه ام المؤمنين[35]

میں نے ام المومنین عائشہ سے زیادہ حلال و حرام کا علم رکھنے والا، شعر اور طب جاننے والا کوئی نہیں دیکھا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں:

ما اشكل علينا اصحاب رسول الله ﷺ حديث قط فسأ لنا عائشه الا وجدنا عندها منه علماً [36]

ترجمہ: ہم جب حدیث کے حوالہ سے کوئی مشکل محسوس کرتے تو حضرت عائشہ سے پوچھنے پر اس کا علم پاتے۔

حضرت عائشہؓ نے بہت سے مسائل و عقائد و احکام میں اپنے معاصریں سے اختلاف کیا ہے جن میں چند ایک ذکر کئے جاتے ہیں:

1۔ رؤیت باری تعالیٰ

آپؓ رؤیت باری تعالیٰ کی منکر ہیں۔ آپؓ سے رؤیت باری تعالیٰ کے متعلق نہایت صریح رواتیں مروی ہیں۔ آپؓ روایت کرتی ہیں

مَنْ زَعَمَ أَنّ مُحَمّداً صلی اللہ علیہ وسلم رَأَی رَبّہُ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَی اللہِ الْفِرْیَۃَ [37]

ترجمہ: جو شخص تم سے یہ کہے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے وہ اللہ پر جھوٹ بول رہا ہے۔

اس دعویٰ پر انہوں نے قرآن کریم کی دو آیتوں سے استدلال کیا ہے:

﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾ [38]

ترجمہ اس کو (اللہ کو) نگاہیں نہیں پا سکتیں اور وہ نگاہوں کو پا لیتا ہے اور وہ لطیف اور خبر دار ہے۔

دوسری دلیل قرآن کی اس آیت میں ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ﴾ [39]

ترجمہ اور کسی بشر کے لیے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے بات کرے مگر وحی کے ذریعہ سے یا پردہ کے پیچھے سے۔

ان آیات کے متعلق حضرت عائشہؓ خود بیان کرتی ہیں:

انا اول من سال رسول اللہ ﷺ عن هذا فقلت یا رسول اللہ هل رایت ربک فقال لا انما رایت جبریل منهبط [40]

ترجمہ: آپ بیان کرتی ہیں کہ اس آیت کے متعلق سب سے پہلے میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ جبرائیل کو اترتے دیکھا ہے۔

2۔ مسئلہ رضعات:

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ قرآن مجید میں 10 معلوم رضعات نازل ہوئی۔ پھر یہ 5 رضعات سے منسوخ ہو گیا۔ پس نبیؐ فوت ہوئے اور معاملہ اسی طرح تھا۔

حضرت عائشہؓ کے نزدیک رضاعت کم از کم پانچ گھونٹ پینی سے ثابت ہوتی ہے۔

قالت عائشه انزل فی القرآن عشر رضعات معلومات فنسخ من ذلک خمساً و صار الی خمس رضعات معلومات فتوفی رسول اللہ ﷺ والامر علی ذلک [41]

3۔ معراج روحانی

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ سیدہ عائشہؓ معراج روحانی کی قائل تھیں۔

قال ابن اسحاق و حدثنی بعض الی ابن بکر ان عائشه زوج النبی ﷺ کانت تقول مافقد جسد رسول اللہ ﷺ ولکن اسری بروحه [42]

ترجمہ: ابن اسحاق نے کہا کہ سیدنا ابو بکرؓ کے خاندان کے ایک آدمہ نے مجھ سے کہا کہ سیدہ عائشہ فرماتی تھیں کہ آپ کا جسم گم نہیں پایا تھا بلکہ ان کی روح کو فروشتے لے گئے۔

4۔قربانی کے گوشت کے ذخیرہ کرنے میں حضرت عائشہؓ کی رائے دوسرے صحابہ کرامؓ سے مختلف تھی۔آپؓ کا فتویٰ نبی کریم ﷺ کے اس قول پر تھا جس مین قربانی کے گوشت کو ذخیرہ کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

عن عائشه انما کان النهی عن النبی ﷺ متقدماً ثم رخص بعد ذلک۔ [43]

ترجمہ: "حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے نہی مقدم ہے پھر بعد میں رخصت آ گئی"

دوسری دلیل عابس بن ربیعہ کی روایت ہے:

عن ابن وباس بن ربیعه قال قلت لام المؤمنین کان رسول ﷺ ینهی عن الحوم الاضاحی قالت لا و لکن قل من کان یضحی من الناس فاجب ان یطعم من لم یکن یضحی فلقد کنا نرفع الکراع فناکله بعد عشر ایام [44]

ترجمہ: عابس بن ربیعہؓ سے روایت ہے کہ میں نے ام المؤمنین کو کہا کہ کیا نبی ﷺ قربانی کے گوشت سے منع فرماتے تھے؟ کہا نہیں۔ لیکن بہت کم لوگ قربانی کرتے تھے تو نبی ﷺ نے پسند کیا کہ جو قربانی نہیں کرتے ان کو کھلایا جائے۔ پس ہم پاتے اٹھاتے اور کھاتے۔

تفردات حضرت امیر معاویہؓ

معاویہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف [45]

صبحت معاویه فما رایت رجلاً اجب رفیقاً ولا اشبه سریرة بعلانیه منه [46]

ابن جریر طبری نے قنیصہ ابن جابر اسدی سے ایک روایت نقل کی ہے۔

میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ رہا تو میں نے ان سے زیادہ (اپنے) ساتھی کو محبوب رکھنے والا اور ظاہر و باطن میں ایک جیسا کوئی نہیں دیکھا"۔اسی وجہ سے سعد بن ابی وقاصؓ جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور سید نا علیؓ اور سید نا امیر معاویہؓ کی جنگوں میں بلکل غیر جانبدار رہے ہیں۔ حضرت معاویہؓ کے متعلق فرمایا کرتے تھے:

ما رایتاحداً بعد عثمان اقضی من صاحب هذا الباب یعنی معاویه [47]

ترجمہ: میں نے حضرت عثمانؓ کے بعد اس کے دروازہ والے معایہؓ سے زیادہ حق فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس سے حضرت معاویہؓ کے ایک وتر پڑھنے کی بابت کہا گیا تو انہوں نے فرمایا:

اصاب انه فقیه [48]

ترجمہ: اس نے صحیح کہا یقیناً وہ فقیہ ہے۔

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں:

لیس احد منا اعلم من معاویه [49]

ترجمہ: ہم میں معاویہ سے زیادہ کوئی عالم نہیں۔

اس لئے فقہ میں حضرت امیر معاویہؓ کے کچھ جداگانہ فیصلے ہیں مثلاً:

1۔ حضرت امیر معاویہؓ کے عہد خلافت میں مسلمان اور معاہد کی دیت برابر تھی۔ اس سے پہلے تمام دیت (پوری کی پوری) مقتول کے وارثوں کو دے دی جاتی لیکن حضرت امیر معاویہؓ یہ دیت پوری لیتے لیکن آدھی بیت المال میں جمع فرماتے اور آدھی مقتول کے ورثاء کو دیتے۔

ابن رشد نے اس سلسلہ میں امام زہری کا قول نقل کیا ہے:

و كانت دية على عهد رسول اللهﷺ و ابی بكر و عمر و عثمان و على حتى معاويه فجعل فی بيت المال نصفها واعطى اهل المقتول نصفها [50]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ اور ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ کے عہد خلافت میں ذمی کی دیت مسلمان کے برابر سمجھی جاتی تھی یہاں تک کہ حضرت معاویہؓ خلیفہ منتخب ہوئے انہون نے نصف دیت بیت المال کے لیے مقرر کر دی اور نصف مقتول کے ورثاء کے لئے"۔

2۔ مسلمان کافر کا وارث ہو سکتا ہے؟

حضرت امیر معاویہؓ کا مسلک (تفرد) یہ ہے کہ مسلمان کافر کا وارث ہو سکتا ہے۔

علامہ ابن رشد بیان کرتے ہیں:

واختلفوا فی الميراث المسلم الكافر مذهب جمهور العلماء عن الصحابه والتابعين و فقها الا مصار الى انه لا يرث المسلم الكافر بهذا الاثر الثابت و ذهب معاويه ان المسلم يرث الكافر [51]

ترجمہ: مسلمان کے کافر کا وارث ہونے میں اختلاف ہے۔ جمہور صحابہؓ، تابعین اور فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا۔اس حدیث کی وجہ سے:

لا يرث المسلم الكافر و لا الكافر المسلم [52]

ترجمہ: مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوگا۔

لیکن حضرت معاویہؓ اس کے قائل ہیں کہ مسلمان کافر کا وارث ہو سکتا ہے۔

3۔ وتر کی ایک رکعت

حضرت امیر معاویہؓ کے نزدیک وتر ایک رکعت ہے۔آپکی دلیل نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ ہے:

الوتر ركعة من اخر الليل[53]

ترجمہ: رات کے آخر میں ایک رکعت وتر ہے۔

4۔ حضرت امیر معاویہؓ پہلے شخص تھے جس نے بیٹھ کر خطبہ دیا۔

ان معاويه اول من خطب قاعداً لانه كان بطيناً بادنا [54]

ترجمہ: سب سے پہلے حضرت معاویہؓ نے بیٹھ کر خطبہ دیا کیونکہ آپ جسم سے بھاری تھے۔

تفردات حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

عبد الله بن مسعود بن غافل بن حبيب بن شمخ بن فاربن فخروم بن صاهله بن كاهل بن حارث بن تميم بن سعد بن هذيل مدركهبن الياس بن مضر بن نزار ابو عبد الرحمن الهذلى [55]

نبی کریم ﷺ نے آپ کے متعلق وصیت فرمائی:

تعلموا القرآن من ابن ام عبد و هو ابن مسعود [56]

قرآن کو ام عبد سے سیکھو اور وہ ابن مسعود ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

وما حدثکم ابن مسعود فصدقوه [57]

ابن مسعودؓ تمہیں جو بیان کریں اس کی تصدیق کرو۔

حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لو کنت مؤمر احد من غیر مشورة لامرت بن ام عبد [58]

اگر میں کسی کو بغیر مشورہ کے امیر بناتا تو عبداللہ بن مسعودؓ کو بناتا۔

جب کوفہ میں پندرہ سو صحابہ کرامؓ کی آمد ہوئی تو یہ حدیث اور فقہ کی تعلیم کا اہم مرکز بن گیا۔ حضرت علیؓ نے خلافت کے آخری چار سال کوفہ میں گزارے۔ ان کے فتوؤں کا اس شہر میں چرچا رہا یہاں کے دوسرے بڑے فقیہہ عبداللہ بن مسعودؓ تھے۔ ان کے شاگرد حضرت علقمہ بن قیس کو کوفی مکتبہ فکر کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ علقمہ کے شاگرد ابراہیم نخعی اور حماد بن ابو سلیمان نے اس سے علم حاصل کیا۔ امام ابو حنیفہؒ نے اٹھارہ سال حماد کی شاگردی کر کے فقہ حنفی کی بنیاد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے فقہ پر رکھی۔ [59]

1-الرجل یصلی بالرجلین این یقیمها ؟

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے نزدیک جب دو مقتدی ہوں تو ایک امام کے دائیں جانب کھڑا رہے اور دوسرا بائیں جانب کھڑا رہے۔ باقی تمام صحابہؓ اس بات پر متفق ہیں کہ جب مقتدیوں کی تعداد دو ہو تو امام کے پیچھے کھڑے رہیں۔

عبد اللہ بن مسعود انه صلی بعلقمه والا سود فجعل احدهما عن یمینه والاخر عن شماله [60]

تفردات حضرت ابوذر غفاریؓ

جند بن جنادة بن سفیان بن عمید بن حرام بن غفار بن ملیل بن ضمرة بن بکر بن عبد مناة من کنانه من خزیمه بن مدرکه بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان الغفاری الکنانی [61]

آپ خود بیان کرتے ہیں کہ:

کنت فی الاسلام خامساً و روی عنه انه قال انا رابع الاسلام و قال حکام ابن ابی الوضاع النصری کان اسلام ابی ذر رابعاً او خامسا [62]

میں اسلام میں پانچواں ہوں، دوسری جگہ آپ خود روایت کرتے ہیں کہ میں اسلام میں چوتھا ہوں۔ حکام بن ابی الوضاع بصری بیان کرتے ہیں ابوذر اسلام کے چوتھے یا پانچویں تھے۔

1۔ حضرت ابوذر غفاری کا دولت کے متعلق یہ نظریہ تھا کہ دولت کو کسی صورت میں ذخیرہ نہ کیا جائے۔ اتنی دولت اپنے پاس رکھی جائے جس سے انسان کا گزارہ چل سکے۔ آپؓ کی دلیل نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ ہے۔ آپ روایت کرتے ہیں:

قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ما احب لو ان لی هذا الجبل ذهباً انفقه یتقبل منی اذر خلفی ست اواقی انشدک باللہ یا عثمان اسمعته ثلث مرات قال نعم [63]

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے ہیں، میں نہیں پسند کروں گا اگر میرے پاس پہاڑ کے برابر سونا ہو اور میں اس کو خرچ نہ کروں اور وہ سب مجھ سے قبول کر لیا جائے کہ میرے پاس چھ اوقیہ سونا بھی باقی رہ جائے۔ میں تم کو قسم دیتا ہوں۔ اے عثمانؓ بتاؤ کیا تم نے اس کو سنا ہے تین مرتبہ کہا تو

عثمان نے کہا ہاں۔

خلاصۃ البحث

اس میں کوئی شک نہیں کہ دین اسلام ایک مکمل دین اور ضابطہ حیات ہے رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی تکمیل سے اس دین اسلام کی تکمیل بھی ہوچکی ہے اس لئے زندگی کے ہر شعبے سے متعلق تمام تر اصول و ضوابط مقرر کئے جا چکے ہیں البتہ قیامت تک آنے والے مختلف ادوار میں مختلف قسم کے نت نئے آنے والے مسائل کے حل کے لئے بھی راستے کھلے ہیں جن سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ہے اس لئے ہر دور کے جید اور مستند علماء اور فقہاء کرام اپنے دور کے نت نئے مسائل کا قرآن وسنت کی روشنی میں حل تجویز کرتے ہیں جس کو اسلامی اصطلاح میں اجتہاد اور استنباط کہا جاتا ہے لیکن یہ اجتہاد و استنباط اس وقت قابل عمل اور مقبول ہوتا ہے جب وہ دین اسلام کے مقرر شدہ اصول اور ضوابط کے خلاف نہ ہو۔ اس لئے سلف وخلف تمام اکابر امت نے اپنی استعداد کی حد تک اپنی کوششوں کو دین کی خدمت میں صرف کیا ہے البتہ یہ بات بھی اپنی جگہ پر درست ہے کہ ہر دور کے فقہاء اور علماء میں سے بعض ایسے لوگ بھی گزرے ہیں جو اپنی اجتہاد اور استنباط کی بنیاد پر انکی رائے بعض دوسرے مجتہدین کی اجتہاد سے مختلف اور الگ شمار کیا گیا ہے۔ اس لئے اس مقالے میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ پہلی صدی کے بعض نامور صحابہ کرام کی تفردات کو ایک حد تک یکجا کیا جائے جنہوں اپنی اجتہاد و راستنباط کی بنیاد پر ایک الگ یا پھر نیا حکم بیان کیا ہے تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ تفردات کا سلسلہ پہلی صدی ہجری سے ہی شروع ہوچکا ہے جو کہ آج تک جاری ہے۔ اس لئے اس میدان میں صحابہ کرام میں حضرت عمر رضی اللہ، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عائشہ، حضرت امیر معاویہ اور حضرت ابوذر غفاری رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تفردات کو اپنی کوشش اور سعی کی حد تک جمع کیا گیا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی حوالہ جات

[1] ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، محمد بن یزید، داراحیاء التراث، ۱۴۰۴ھ، ج:۱، ص:۹۰

Ibn-e-Mājah, Sunan Ibn-e-Mājah,Muḥammad bin Yazīd, (Dar Iḥyā, al-turāth al-Islāmī,1404ah), Vol:01, PP:90

[2] سنن البیہقی، احمد بن الحسین بن علی، الاسماء والصفات، مکتبۃ السوادی جدہ۔ ج:۲، ص:۱۳۳

Sunan al-Bīhaqī, Aḥmad bin al-Ḥusain bin 'lī, Al-Asmā wa al Ṣifāt, (Maktabah Al-Sawādī, Jeddah), Vol:02, PP:133

[3] سلیمان بن اشعث، ابو داؤد، المکتبۃ العصریۃ بیروت، ج:۴، ص:۱۳۳۱

Sulaīmān bin Ash'ath, Abū Dāūd, (Al-Maktabah al-'ṣriyyah, Berūit), Vol:04, PP:1331

[4] المائدۃ:۴۴

Al-Mā,dah:44

[5] محمد بن حبان، الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، موسسۃ الرسالۃ بیروت، ج:۱، ص:۱۷۹

Muḥammad bin Ḥabbān, Al-Iḥsān fī Taqrīb Ṣaḥīḥ ibn-e-ḥabbān, (M,assisah al-risālah, Berūit),Vol:01,PP:179

[6] ابو داؤد، سنن ابو داؤد، ج: ۲، ص: ۴۵۴

Abū Dāūd,Sunan Abū Dāūd,Vol:02,PP:454

[7] ایضاً، ج: ۲، ص: ۱۷۹

Ibid,Vol:02,PP:179

[8] ایضاً، ج: ۲، ص: ۲۹۹

Ibid,Vol:02,PP:299

[9] آلامدی، ابوالحسن سیدالدین علی بن ابی علی، الاحکام فی اصول الاحکام، المکتبہ الاسلامی بیروت ۱۴۰۱ھ، ص: ۱۸۷

Al-Aāmdī, Abū Al-Ḥassan Syed al-dīn 'lī bin Abī 'lī, Al-Aḥkām fī Usūl al-aḥkām, (Al-Maktabah al-Islamī, Berūit:1404ah),

[10] ابن کثیر، اسماعیل بن عمروالدمشقی، تفسیر ابن کثیر، دار طیبہ للنشر والتوزیع، ج: ۱، ص: ۴۶۸

Ibn-e-Kathīr, Ismā'īl bin 'mar Al-Dimashqī, Tafsīe ibn-e-kathīr, (Dar Ṭaībah lil-Nashar wa al-tawzī'),Vol:01,PP:468

[11] علامہ بدرالدین عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، داراحیاء التراث بیروت، ۱۴۱۲ھ، ج: ۱، ص: ۴۶۸

'llāmah Badr al-dīn 'ynī,'umdat al-Qarī Sharḥ Saḥīḥ al-Bukharī,(Dar Iḥyā, al-turāth al-Islāmī,Berūit:1412ah),Vol:01,PP:468

[12] الشیبانی، احمد بن محمد بن حنبل، فضائل الصحابہ، مؤسسہ الرسالہ بیروت، ج: ۱، ص: ۳۴۶

Al-Shaybānī, Aḥmad bin Muḥammad bin ḥanbal, Faḍā,l al-Ṣaḥābah, (M,assisah al-risālah, Berūit),Vol:01,PP:364

[13] الاصبحی، مالک بن انس، المؤطا امام مالک، مؤسسہ زید بن سنطان النہیان، الامرات، ۱۴۲۵ھ، ج: ۵، ص: ۱۲۲۹

Al-Aṣbaḥī, Mālik bin Anas, Al-Mw,ṭā Imām Mālik, (M,assisah Zaid bin Sunṭān al-nihīān, al-Amrāt:1425ah),Vol:05,PP:1229

[14] ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج: ۸، ص: ۲۸۷

Ibn-e-kathīr, Al-Badāīah wa al-Nihāīah, Vol:08,PP:287

[15] الکوفی، یحییٰ بن آدم، الخراج، المطبعہ السّلفیہ السعودیہ العربیہ، ۱۳۸۴ھ، ج: ۱، ص: ۱۰۸

Al-Kūfī, Īaḥīā bin Aādam, Al-Khirāj, (Al-Maṭba'h al-salfiīīah, Al-Sa'ūdiyyah Al-'rabiyyah:1384ah),Vol:01,PP:108

[16] احمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل، مؤسسہ الرسالہ بیروت، ۱۴۲۱ھ، ج: ۴، ص: ۳۰۱

Aḥmad bin Ḥanbal, Musnad al-Imām Aḥmad bin Ḥanbal, (M,assisah al-risālah, Berūit:1421ah), Vol:04,PP:301

[17] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار طوق النجاۃ مصر، ۱۴۲۲ھ، ج: ۳، ص: ۱۷۱

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Al-Jām' Al-Ṣaḥīḥ, (Dār Ṭwq al-Najāt, Egypt:1422ah),Vol:03,PP:171

[18] الجصاص، احمد بن علی، احکام القرآن، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۱ھ، ج: ۳، ص: ۱۰۸

Al-Jaṣāṣ, Aḥmad bin 'lī, Aḥkām al-Qurān, (Dār al-kutub al-'lmiyyah, Berūit:1421ah), Vol:03,PP:108

[19] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج: ۳، ص: ۱۷۴

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Al-Jām' Al-Ṣaḥīḥ,Vol:03,PP:174

[20] ایضاً

Ibid

[21] الطبری، محمد بن جریر بن یزید، تاریخ الرسل والملوک، دار التراث بیروت، ۱۳۸۷ھ، ج: ۴، ص: ۴۲۰

Al-Ṭibrī, Muḥammad bin Jarīr bin ïazīd, Tarīkh al-Rusul wa al-Mulūk, (Dār Iḥyā, al-turāth al-Islāmī,1387ah),Vol:04,PP:420

[22] ایضاً، ج: ۴، ص: ۲۲۷

Ibid,Vol:04,PP:227

[23] ایضاً، ج: ۴، ص: ۲۸۰

Ibid,Vol:04,PP:280

[24] ابن کثیر، اسماعیل بن عمرو، البدایہ والنھایہ، ج: ۱۰، ص: ۱۱۶

Ibn-e-Kathīr, Ismā'īl bin 'amar, Al-Badāïah wa al-Nihāïah, Vol:10,PP:116

[25] محمد بن ابراہیم بن علی، العواصم والقواصم فی الذب عن سنۃ ابی القاسم، مؤسسہ الرسالہ للطباعہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ، ج: ۳، ص: ۵۰

Muḥammad bin Ibrāhīm bin 'lī, Al-'awāṣim wa al-qwāṣim fī al-zabbe 'an Sunnah Abī al-Qāsim,(M,assisah al-risālah, Berūit:1415ah),Vol:03,PP:50

[26] عسقلانی، احمد بن علی، شرح بلوغ المرام، دار الکتب بیروت، ۱۳۹۱ھ، ج: ۲، ص: ۱۸

'sqalānī, Aḥmad bin 'lī, Sharḥ Bulūgh al-marām,(Dār al-kutub, Berūit:1391ah), Vol:02,PP:18

[27] الھاشمی، محمد بن حبیب بن امیہ، البحر، راد الآفاق الجدیہ بیروت، ۱۴۲۱ھ، ج: ۱، ص: ۱۶

Al-Hāshmī, Muḥammad bin Ḥabīb bin Umayyah, Al-Baḥr, (Rād al-Afāq al-jaddiyyah, Berūit:1421ah) Vol:01,PP:16

[28] الصلابی، علی محمد، اسمی الطالب فی سیرۃ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب، مکتبہ الامارات، ۱۴۲۵ھ، ج: ۱، ص: ۱۹۰

Al-Ṣalābī, 'lī Muḥammad, Ismī al-ṭālib fī sīrat Amīr al-m,mnīn 'lī bin Abī ṭālib, (Maktbah Al-Imārāt:1425ah), Vol:01,PP:190

[29] الطبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، مکتبہ ابن تیمیہ القاہرۃ، ۱۴۱۵ھ، ج: ۲، ص: ۶۵

Al-Ṭibrānī, Sulaīmān bin Aḥmad, Al-Mu'jam Al-Kabīr, (Maktabah Ibn-e-Taīmiyyah, (Al-Qāhirah:1415),Vol:02,PP:65

[30] الشیبانی، احمد بن حنبل، ج: ۱، ص: ۱۶۱

Al-Shībānī, Aḥmad bin Ḥanbal, Vol:01,PP:161

[31] ایضاً

Ibid

[32] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج: ۹، ص: ۱۵

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Al-Jām' Al-Ṣaḥīḥ,Vol:09,PP:15

[33] ابن کثیر، اسماعیل بن عمرو، البدایہ والنھایہ، ج: ۱۰، ص: ۱۱۵

Ibn-e-Kathīr, Ismā'īl bin 'amar, Al-Badāïah wa al-Nihāïah, Vol:10,PP:115

[34] ندوی، سید سلیمان، سیرت عائشہؓ، مکتبہ الحسن کراچی، ۱۹۹۵، ص: ۶۱

Nadwī, Syed Sulaīmān, Sīrat 'ā,shah, (Maktabah Al-Ḥasan, Karachī:1995ac),PP:61

[35] ابن البیع، محمد بن عبداللہ بن محمد، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۱ھ، ج: ۴، ص: ۱۲

Ibn al-Baī', Muḥammad bin 'bd Allāh bin Muḥammad, (Dār al-kutub al-'lmiyyah, Berūit:1411ah),Vol:04,PP:12

[36] ایضاً

Ibid

[37] الاصبحی، مالک بن انس بن مالک، الموطا، ج: ۶، ص: ۱۲۴

Al-Aṣbahī, Mālik bin Anas bin Mālik, Al-Mu,ṭṭā, Vol:06,PP:124

[38] الانعام: ۱۰۳

Al-An'ām, 103

[39] الشوریٰ: ۵۱

Al-Shūrā,51

[40] البیھقی، احمد بن حسین، الاسماء والصفات، طبعہ سوادی السعودی العربیہ، ۱۴۰۴ھ، ج: ۲، ص: ۳۴۹

Al-Baīhaqī, Aḥmad bin Ḥusain, Al-Asmā, wa al-ṣifāt, (Ṭab' Swādī al-S'ūdiī al-'rabiyyah), Vol:02,PP:349

[41] ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک بن ہشام، سیرۃ ابن ہشام، دار الکتب بیروت، ۱۴۰۲ھ، ج: ۳، ص: ۱۱۰

(Dār al-kutub al-'lmiyyah, Berūit:1421ah)

[42] صحیح ابن خزیمہ، محمد بن اسحاق، مصنف ابن خزیمہ، مکتبہ الرشید الریاض ۱۴۱۷ھ، ج: ۲، ص: ۵۵۴

Ṣaḥīḥ ibn-e-Khuzaīmah, Muḥammad bin Isḥāq, Muṣannif ibn-e-Khuzaīmah, (Maktabah Al-Rashīd Al-Riīadh, 1417ah), Vol:02,PP:554

[43] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الترمذی، ج: ۱، ص: ۲۵

Al-Tirmzī, Muḥammad bin 'īsā, Al-Jām' Al-Trimzī, Vol:01,PP:25

[44] ایضاً، ج: ۱، ص: ۲۷۲

Ibid, Vol:01,PP:272

[45] ایضاً، ج: ۱، ص: ۲۷

Vol:01,PP:27

[46] عسقلانی، ابن حجر، احمد بن علی الاصابہ فی تمیز الصحابہ، دار الکتب بیروت، ۱۳۳۷ھ، ج: ۶، ص: ۴۰۹

'sqalā nī , Ibn-e-Ḥajar, Aḥ mad bin 'lī , Al-Iṣābat fī Tamyīz Al-Ṣaḥābat, (Dār al-kutub al-'lmiyyah, Berūit:1337ah), Vol:06,P:409

[47] الطبری، محمد بن جریر بن یزید، تاریخ الرسل والملوک، دار التراث بیروت، ۱۳۸۷ھ، ج: ۲، ص: ۱۸۸

Al-Ṭibrī, Muḥammad bin Jarīr bin īazīd, Tarīkh al-Rusul wa al-Mulūk, (Dār Iḥyā, al-turāth al-Islāmī,1387ah), Vol:02,PP:188

[48] ایضاً، ج: ۱، ص: ۱۹۸

Ibid, Vol:01,PP:198

[49] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج: ۱، ص: ۵۳۱

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Al-Jām' Al-Ṣaḥīḥ, Vol:01,PP:531

[50] البیھقی، ابو بکر احمد بن حسین، السنن الکبریٰ، ج: ۳، ص: ۲۶

Al-Baīhaqī, Abū Bakar Aḥmad bin Ḥusain, Al-Sunan al-Kubrā, Vol:03,PP:26

[51] ابن رشد، ابوالولید محمد، بدایۃ المجتہد، مکتبہ ساریہ لبنان، ۱۳۸۶ھ، ج: ۲، ص: ۴۱۴

Ibn-e-Rushd, Abū al-walīd Muḥammad, Bidāyat al-Mujtahid, (Maktabah Sāriya, Lubnān:1386ah), Vol:02,PP:414

[52] ایضاً، ج: ۲، ص: ۳۵۳

Ibid, Vol:02,PP:353

[53] الطحاوی، ابی جعفر محمد بن الحسن، معانی الآثار، مکتبہ الحسن لاہور، ۱۳۹۶ھ، ج: ۱، ص: ۱۷۷

Al-Ṭaḥāwī, Abī J'far Muḥammad bin al-Ḥasan, Ma'anī al-Athār, (Maktabah Al-Ḥasan, Lāhore:1396ah),Vol:01,PP:177

[54] ایضاً، ج:۱، ص: ۱۹۷

Ibid,Vol:01,PP:197

[55] ابن العبری، غریغوریوس، دار الشرق بیروت، ۱۹۹۲ء، ج:۱، ص: ۱۱۰

Ibn-e-'brī, Gharīghūriyūs, (Dār al-sharq, Berūit:1992ac),Vol:01,PP:110

[56] ابن الاثیر، عزالدین، علی بن محمد، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، دار الشرق بیروت، ۱۳۹۸ھ، ج: ۳، ص: ۱۶۷

Ibn al-Athīr, 'z al-dīn, 'lī bin Muḥammad, Usod al-ghābah fī ma'rifat al-ṣaḥabah, (Dār al-sharq, Berūit:1398ac),Vol:03,PP:167

[57] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الترمذی، ج: ۲، ص: ۲۲۰

Al-Tirmzī, Muḥammad bin 'īsā, Al-Jām' al-tirmzī, Vol:02,PP:220

[58] ایضاً، ج: ۲، ص: ۲۲۰

Ibid,Vol:02,PP:220

[59] ایضاً، ج: ۲، ص: ۱۰۷

Ibid, Vol:02,PP:107

[60] امین، محمد تقی، فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر، قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۰۰۰ء، ج: ۴، ص: ۱۰۷

Amīn, Muḥammad Taqī, Fiqh Islāmī kā Tarīkhī Pas-e-Manẓar, (Qadīmī Kutub Khānah, Karāchī:2000ac),Vol:04,PP:107

[61] الطحاوی، معانی الآثار، ج: ۱، ص: ۱۷۱

Al-Ṭaḥawī, M'ānī al-Athār, Vol:01,PP:171

[62] عسقلانی، ابن حجر، احمد بن علی الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج: ۷، ص: ۱۲۵

'sqlānī, Ibn-e-Ḥajar, Aḥmad bin 'lī, Al-Iṣābah fī tamīīz al-ṣaḥabah, Vol:07,PP:125

[63] ابن سعد، ابو عبد اللہ، الطبقات الکبریٰ، دار لکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۰ھ، ج: ۴، ص: ۱۰۷

Ibn-e-Sa'd, Abū 'bd Allāh, Al-Ṭabaqā t al-Kubrā ,(Dār al-kutub al-'lmiyyah, Berūit:1400ah),Vol:04,PP:107